# مطبوعات

**مذہب اور سائنس** | تالیف مولانا عبدالباری ندوی

شائع کردہ: مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ، لاہور۔

قیمت مجلد: -/۱۵ روپے - صفحات: ۲۳۸

اس کتاب کے مصنف علمی دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ وہ ایک طویل مدت تک عثمانیہ یونیورسٹی میں فلسفہ کے اُستاد رہے۔ علمی زندگی کے آغاز میں انہوں نے فلسفے کی بعض ادق کتابوں کو بڑے سلیقے کے ساتھ اُردو کے قالب میں ڈھالا۔ یونیورسٹی کی ملازمت ترک کرنے کے بعد وہ پوری یکسوئی کے ساتھ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے اور واجب الاحترام مرشد کے افکار کی تشریح و توضیح کے لیے تجدید معاشیات، تجدید تبلیغ، تجدید تصوف و سلوک جیسی بلند پایہ کتابیں تصنیف کیں۔ زیر تبصرہ کتاب ان کے دور اوّل کی ذہنی افتاد اور علمی کمالات کا عکس پیش کرتی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے سائنس کے تناقضات، اس کی بے جا جسارتوں اور بلند بانگ دعووں کا پردہ چاک کیا ہے اور دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ سائنس کی جولانگاہ بڑی محدود ہے اور اسے کسی طرح بھی حق نہیں پہنچتا کہ وہ مذہب کے دائرہ کار میں دخل اندازی کرے۔ فاضل مصنف نے سائنس کی محرومیوں کا جس عالمانہ انداز میں نامور مغربی مصنفین کی ٹھوس شہادتوں کے ساتھ تذکرہ کیا ہے وہ بڑا وقیع اور قابلِ قدر ہے اور اس کے مطالعہ سے فکر و نظر کے کئی ایک نئے گوشے سامنے آتے ہیں۔

فاضل مصنف کے عالمانہ مباحث ہر لحاظ سے قابل ستائش ہیں لیکن تبصرہ نگار کو ان میں ایک چیز کی کمی محسوس ہوتی ہے آج سے دو صدیاں پیشتر جب سائنس کی یلغار شروع ہوئی تو اہل دین نے مذہب کو اس کی دست برد سے بچانے کے لیے استدلال کا یہ انداز اختیار کیا کہ چونکہ مذہب اور سائنس کے دائرے ایک دوسرے سے الگ ہیں لہٰذا ان کے مابین باہمی آویزش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سائنس کی بنیاد تجربہ اور مشاہدہ پر ہے اور مذہب کی بنیاد وحی اور الہام پر۔ مذہب انسان کو اخلاق اور روحانیت کے دائرے میں رہنمائی عطا کرتا ہے اور اس کے مقابلے میں سائنس انسان کی مادی زندگی سے متعلق مستند معلومات فراہم کرتی ہے۔ کتاب کے فاضل مصنف کا طرزِ استدلال بھی قریب قریب یہی ہے اور اسے غلط بھی نہیں کہا جا سکتا

جہاں تک سائنس اور مذہب کے نقطہ ہائے آغاز، اُن کے اساسی تصوّرات اور مقاصد کا تعلق ہے وہ بلاشبہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن سائنس جس سمت آگے بڑھ رہی ہے اور حیات انسانی کے روحانی اور اخلاقی گوشوں کو جس طرح متاثر کرتی جا رہی ہے اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ سائنس اب مابعدالطبیعیاتی اور اخلاقی مسائل پر بڑے جارحانہ انداز میں بحث کرتی ہے اور اپنی بے بسی کا اعتراف کرنے کے بجائے بڑے اعتماد کے ساتھ اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ وہ زندگی کے سارے معاملات کو بطریق احسن حل کرنے کی قدرت رکھتی ہے اور اپنے ان دعووں کی صداقت میں یہ دلیل پیش کرتی ہے کہ دورِ حاضر میں کئی ایک قومیں جو کسی مذہب پر ایمان نہیں رکھتیں وہ ایک نئی اخلاقی قوت کی حیثیت سے اپنے وجود کو تسلیم کروا رہی ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ کتاب کے فاضل مصنّف سائنس کے اس دعویٰ پر بھی غور فرما کر اس کا ابطال کریں گے۔

مذہب اور سائنس ایک نہایت بلند پایہ علمی کاوش ہے اور اس کی تصنیف و اشاعت کے لیے مصنف اور ناشر دونوں مبارکباد کے مستحق ہیں۔ علمی انحطاط کے اس دَور میں جو حضرات بھی علم اور خصوصاً دینی علم کی شمع روشن کرنے کی کوشش کرتے ہیں اُن کی ہمت افزائی کی ضرورت ہے۔

کتاب کا معیار طباعت و کتابت عمدہ ہے۔

---

حیاتِ سعد
یعنی
سیرت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تالیف: جناب طالب ہاشمی
ناشران: قومی کتب خانہ، ریلوے روڈ، لاہور۔
قیمت: نو روپے ۔ صفحات ۲۶۴

زیرِ تبصرہ کتاب نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اُس جلیل القدر اور خوش نصیب صحابی کا تذکرہ ہے جسے خود لسانِ رسالت نے اس کی زندگی ہی میں مغفرت اور جنت کی بشارت دے دی تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریبی رشتہ دار تھے ۱۹ برس کی عمر میں اسلام لائے۔ چونکہ ان کا گھرانہ قریش کے بعض دوسرے گھرانوں کی طرح اسلام کا سخت مخالف تھا اس لیے حضرت سعدؓ کو بھی اپنی خاندانی وجاہت کے باوجود کفارِ مکّہ کے ظلم و ستم کا تختۂ مشق بننا پڑا لیکن ان کے پائے استقلال میں کوئی معمولی لغزش بھی نہ آئی۔ انہوں نے آزمائش اور ابتلا کے ہر دار کو بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا۔ شعب ابی طالب میں انہوں نے رضا کارانہ طور پر پیروانِ اسلام کے مصائب میں شرکت کی حالانکہ یہ مقاطعہ صرف

بنی ہاشم کے لیے مختا وہ اگر چاہتے تو اس کی زد سے بڑی آسانی کے ساتھ بچ سکتے تھے۔ انہوں نے جنگ بدر میں بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا لیکن جنگ احد میں بہ پیکر استقامت جس جیرت انگیز قوت ایمانی کے ساتھ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حفاظت کے لیے سینہ سپر ہوا وہ فدائیت اور جاں نثاری کی نہایت ہی درخشاں مثال ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ حضرت سعدؓ کا جسم دشمنوں کی تیر اندازی سے لہولہان ہو گیا لیکن وہ حضورؐ اور دشمنوں کے مابین ایک ڈھال بن کر کھڑے رہے۔ حضور سرورِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ان سے کتنی محبت تھی اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود اپنے ترکش سے تیر نکال نکال کر دیتے اور فرماتے: میرے ماں باپ تم پر فدا، تیر چلاتے جاؤ۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص ایک جری اور بہادر سپہ سالار ہونے کے علاوہ سیاسی اور اجتماعی معاملات میں بھی گہری بصیرت رکھتے تھے۔

یہ کتاب معلومات افزا ہونے کے علاوہ دلوں کو بھی گرمانے والی ہے۔ اس کے مطالعہ سے حق کی خاطر ایثار اور قربانی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ فاضل مصنف نے اس کتاب کو اس انداز سے مرتب کیا ہے کہ اس میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاکیزہ زندگی کے حالات کے علاوہ اُس دورِ سعادت کا نقشہ بھی آ گیا ہے جس میں اس قسم کی مقدس ہستیاں پیدا ہوئیں۔

انداز بیان دلکش اور رقت آمیز ہے۔ معیار طباعت و کتابت عمدہ ہے۔

---

**فلسفۂ ختم نبوت** | تالیف: مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی ؒ۔

شائع کردہ: مسلم اکادمی وزیر پورہ سیالکوٹ۔ قیمت: ۳/- روپے صفحات: ۴۰

یہ کتابچہ مولانا سیوہاروی کا فکر انگیز مقالہ ہے جو انہوں نے قصص القرآن کی چوتھی جلد کے دوسرے ایڈیشن میں ایزاد کیا تھا۔ مسلم اکادمی سیالکوٹ نے اس موضوع کی افادیت کے پیش نظر اسے بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس میں فلسفہ ختم نبوت کی وضاحت کے لیے وہی طرز استدلال اختیار کیا گیا ہے جو ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اختیار کیا تھا کہ دنیا ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ گئی تھی جہاں پوری نوع بشری ایک کنبہ کی حیثیت اختیار کر چکی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے آخری نبی مبعوث فرما کر سلسلۂ نبوت اُن کی ذات مقدس پر ختم کر دیا۔ یہ استدلال گو بظاہر بڑا وزنی محسوس ہوتا ہے لیکن اس سے ذہنوں کی پوری طرح تشفی نہیں ہوتی اور اس سلسلے میں سب سے اہم سوال

(باقی بر صفحہ ۴۸)

(بقیہ مطبوعات) یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسا ایسا حتمی معیار ہے جسے سامنے رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس عہد میں تشریف لائے وہ واقعی عقلی اعتبار سے بالکل نیا دور تھا اور انسانی برادری ایک وسیع کنبے کی شکل اختیار کر چکی تھی۔ اگر کسی مفکر کے نزدیک یہی معیار قطعی ہے تو پھر اس معیار کی صحت پر بھی دلائل لانے کی ضرورت ہے۔